ششماہی علوم القرآن، علی گڑھ، ۴/۲، جولائی - دسمبر ۱۹۸۹ء

قرآن مجید کے روسی تراجم

جابر ابو جابر
ترجمہ: طٰہٰ ایوب اصلاحی

روس میں لٹریچر کے ذریعہ اسلام کے تعارف کی ابتدا گیارہویں صدی عیسوی میں ہوئی۔ جن ماخذ کے ذریعہ وہ اسلام سے متعارف ہوا ان میں زیادہ تر تاریخ کی کتابیں اور بازنطینیوں کی تصنیفات تھیں جن میں اسلام کا مطالعہ صلیبی جنگوں کے پس منظر میں کیا گیا تھا اور جو اسلام اور اس کی تعلیمات اور اس کی تاریخ کو مسخ کر کے پیش کرتی تھیں۔ چنانچہ اس دور میں جتنی بھی تاریخی اور ادبی کاوشیں منظر عام پر آئیں وہ یکسر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کے بارے میں دیو مالائی قصے کہانیوں اور طرح طرح کی خرافات سے پر ہوتی تھیں، اور یہ عمل صدیوں جاری رہا۔

لیکن روس اور مشرقی اسلامی ملکوں کے درمیان تجارتی اور سفارتی تعلقات میں اضافہ کے ساتھ بالتدریج روسیوں کے ذہنوں میں مسلمانوں کے تعلق سے مثبت خیالات و تصورات نے جنم لینا شروع کیا۔ بالخصوص تجار، سیاح، حجاج اور سفراء نے اس سلسلہ میں بہت اہم اور مثبت رول ادا کیا کیونکہ یہ لوگ اسلامی ملکوں سے اپنے ملک واپس آئے تو مسلم اقوام اور ان کے دین اور ان کی قدیم و جدید تاریخ سے متعلق صحیح اور حقائق پر مبنی معلومات بھی اپنے ساتھ لائے جو زیادہ تر براہ راست ان کے مشاہدہ پر مبنی ہوتی تھیں۔ اس طرح اہل روس ایک طرف تو مسلمانوں کی عبادت کے طور طریقے، مساجد کی تنظیم، اسلامی تہوار سے بخوبی واقف ہوتے گئے دوسری جانب اہل علم کی آمد و رفت سے انھیں دین اسلام کی اساسی تعلیمات سے بھی بہرہ مند ہونے کا موقع ملا۔

پندرھویں صدی کے اواخر میں ایک کتاب کا ترجمہ روسی زبان میں ہوا جس میں مکہ و مدینہ نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر کسی قدر تفصیل معلومات پیش کی گئیں تھیں۔ روس کی مشرقی اور جنوبی سرحد پر واقع اسلامی ملکوں کی تہذیبی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سترہویں صدی

تک روسی زبان میں اسلامی علوم سے متعلق کتابوں کی تعداد قابل لحاظ حد تک پہنچ گئی تھی ان میں سے بیشتر دین اسلام کے مزاج اور اس کی حقیقی تعلیمات سے ہم آہنگ تھیں۔

اس دور میں قرآن مجید کے ترجمہ و مطالعہ میں کافی دلچسپی لی گئی جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ قرآن مجید نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کی مقدس کتاب ہے بلکہ اسلامی قوانین وعقائد کا اولین اور سب سے اعلیٰ ماخذ ہے، نیز تاریخی اعتبار سے اس کی محفوظیت نے ان کی دلچسپی میں مزید اضافہ کیا۔

روسی ریاست لیتھوانیا کے تاتاری حلقوں میں جو آہستہ آہستہ اپنی زبان بھول گئے تھے، پندرھویں اور سترھویں صدیوں کے درمیان ان کی نئی مادری زبان بیلو روس میں قرآن کے ترجمہ کی متعدد کوششیں ہوئیں۔ لیتھوانیا سے قرآن مجید کے جو مخطوطات آئے ہیں اور اس وقت لینن گراڈ یونیورسٹی کے شعبۂ استشراق کی لائبریری میں محفوظ ہیں، ان میں عربی متن کے متوازی بیلو روسی زبان میں ترجمہ بھی ہے جس کا رسم الخط عربی ہے۔

قرآن کریم کے مطالعہ پر مشتمل روسی زبان میں پہلی کتاب سترھویں صدی کے اواخر میں سامنے آئی۔ یہ کتاب امیر پیٹر (PETER) اور اس کے چھوٹے بھائی آیوان (IVAN) کے لیے تیار کی گئی تھی۔ اس سلسلہ میں قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اس کتاب نے پیٹر کو قرآن کے ترجمہ کا احساس دلایا اور اس طرح بہت جلد روسی زبان میں قرآن مجید کا پہلا اور مکمل ترجمہ ہوا۔

مذکورہ بالا عوامل کے سبب پیٹر کے عہد میں مشرقی ملکوں کے ساتھ تجارتی وسفارتی تعلقات میں غیر معمولی وسعت آئی حالانکہ روس ان دنوں سلطنت عثمانیہ اور ایران کی صفوی حکومت کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس جنگ سے روس میں اسلامی مطالعات پر برے اثرات بھی مرتب ہوئے۔ لیکن پیٹر اعظم ذاتی طور سے مشرقی علوم کے مطالعات کو فروغ دینے میں دلچسپی لیتا رہا بلکہ ادارہ جاتی بنیادوں پر ان کو منظم کرنے کی بھی کوشش کی، چنانچہ اس نے سب سے پہلے عربی مخطوطات، سکے اور دیگر نوادرات کو جمع کرنے کے لیے علمی اقدامات کیے۔

روس میں مشرقی زبانوں کی تعلیم کے لیے مخصوص مدرسہ قائم کرنے کی پہلی کوشش

اسی عہد میں ہوئی۔ اس نے مشرقی اقوام کے تہذیبی، مادی اور روحانی آثار اور دیگر علمی کارناموں کی جمع و حفاظت کے لیے ایک میوزیم قائم کرنے کی وصیت کی۔ اسی کی بنیاد پر سو سال بعد ایشیائی میوزیم کے نام سے ایک ادارہ معرض وجود میں آیا جو بعد میں روس کے اندر مشرقی علوم سے متعلق تحقیقات کا مرکز بن گیا۔

اس کے علاوہ اسی حکمران کی ایما پر روسی زبان میں قرآن مجید کا پہلا ترجمہ مکمل ہو کر پٹرس برگ (لینن گراڈ) میں ۱۷۱۶ء میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا اور "قرآن محمد یا قانون ترکی" کے نام سے شائع ہوا۔ اسی ترجمہ کا سہرا روسی عالم پیوٹر پوسنیکوف (POSNIKOV) کے سر ہے جس نے سترہویں صدی کے آخر اور اٹھارہویں صدی کے اوائل کا زمانہ پایا۔ اس کی تعلیم اٹلی میں ہوئی تھی۔ پوسنیکوف کے ترجمہ کی بنیاد قرآن مجید کے پہلے فرانسیسی ترجمہ پر ہے جو فرانسیسی مستشرق اور سفارت کار اندری ریئر[۱] کا کیا ہوا ہے اور پیرس سے ۱۶۴۷ء میں شائع ہوا۔ دی ریئر کے ترجمہ نے اپنے زمانے میں بہت شہرت حاصل کی اور اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ دیگر یورپی زبانوں میں قرآن کے ترجمہ کے لیے اسے بنیاد بنایا گیا۔ دی ریئر کا یہ ترجمہ ایک طویل مدت تک یورپ میں سب سے مستند ترجمہ تسلیم کیا جاتا رہا یہاں تک کہ ۱۷۸۳ء[۲] میں نیکولائی ساواری کے قلم سے ایک نیا اور نسبتاً زیادہ وقیع ترجمہ منظرِ عام پر آگیا۔ دی ریئر کے ترجمہ کی اہمیت اس لیے اور بھی بڑھ گئی تھی کہ اٹھارویں صدی میں شائع ہونے والے دونوں روسی ترجموں میں اسے بنیاد کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔

پوسنیکوف کا ترجمۂ قرآن، اپنی تمام تر اہمیت کے باوجود، عربی متن اور قرآن کے بنیادی مضامین اور تعلیمات سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا تھا۔ اس میں نہ صرف یہ کہ ان غلطیوں کی تکرار تھی جو فرانسیسی ترجمہ میں دانستہ یا غیر دانستہ طور پر اس کے مترجم نے کی تھیں، بلکہ فرانسیسی متن کو اچھی طرح نہ سمجھنے اور اسلام کی بنیادی تعلیمات سے ناواقفیت کی بنا پر پوسنیکوف نے کچھ اور غلطیوں کا اضافہ کر دیا تھا۔

قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ پوسنیکوف کے ترجمہ کے شائع ہونے کے چند مہینے بعد قرآن کا ایک دوسرا روسی ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچا، اس کی بنیاد بھی فرانسیسی ترجمہ ہی تھا، البتہ اس میں

زیادہ وضاحت اور دقت نظر سے کام لیا گیا تھا لیکن افسوس کہ وہ شائع نہ ہو سکا۔ اس کے مترجم کا نام بھی نہیں معلوم ہو سکا۔ اس کے مخطوطات کا انکشاف بیسویں صدی کے اوائل میں شمالی روس میں ہو سکا۔

پوسنیکوف کے ترجمہ کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ اس نے روسی علماء کو قرآن مجید کے مطالعہ کی طرف راغب کیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پطرس اعظم نے اپنے ایک بہت ہی قریبی دوست دمتری کانتمیر کو قرآن مجید کے مضامین کا ایک خلاصہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک مختصر رسالہ لکھنے کی ذمہ داری سونپی۔ دمتری کانتمیر ایک طویل مدت تک ترکی میں قیام کر چکا تھا اور اسلام کے متعلق اس کی معلومات وسیع تھیں۔ وہ متعدد مشرقی زبانوں کا عالم بھی تھا، خاص طور سے عربی اور ترکی زبانوں میں اسے ملکہ حاصل تھا۔

اٹھارہویں صدی میں اسلام پر قابل قدر کام ہوا۔ نہ صرف یہ کہ اس موضوع پر بڑی تعداد میں کتابیں تصنیف ہوئیں، بلکہ ان کے متعدد ایڈیشن بھی شائع ہوئے۔ اس سے بجا طور پر یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ روسی قارئین کے حلقے میں اسلام کے مطالعہ اور ان پر علمی تحقیقات کا ایک عام رواج ہو چلا تھا، حتیٰ کہ روسی اخبار و جرائد میں تاریخ عرب پر مضامین نیز عربی نثر اور شعر کی کتابوں سے اقتباسات کے ترجمے شائع ہونے لگے۔

۱۷۸۷ء میں روس میں پہلی بار سینٹ پیٹرزبرگ گراڈ کی "علوم کی اکیڈمی" نے قرآن مجید کا مکمل عربی متن شائع کیا۔ اس کی اشاعت کیتھرن دوم کے حکم سے اس کے جزیرہ قرم کے دورہ کے موقع پر عمل میں آئی جو جلد ہی روس میں ضم کیا گیا تھا اسے توقع تھی کہ اس کی وجہ سے اس کی نئی رعایا، تاتاری مسلمان، اس کے حق میں مثبت رویہ اپنائیں گے۔ اس کی اشاعت کے لیے متن کی تیاری اور شروح و تعلیقات کا کام تاتاری عالم عثمان ابراہیم نے سرانجام دیا۔ اس کی کتابت اس زمانے کے ایک مشہور مسلم خطاط نے کی تھی۔ اس نسخہ کی خاص بات یہ ہے کہ اس کی طباعت کے لیے خصوصی طور پر ایسے حروف ڈھالے گئے جن سے کانٹے پر چھپائی کے باوجود اصل خط کی خصوصیات باقی رہیں۔ اس وقت یورپ میں رائج عربی کتابت و طباعت کا یہ بہترین نمونہ تھا۔

عربی زبان میں، دنیا میں، قرآن مجید کا یہ تیسرا مطبوعہ متن تھا۔ اس نے اپنی طباعتی خصوصیات کی وجہ سے دونوں سابق یورپی نسخوں پر فوقیت حاصل کرلی اور اسے بے حد شہرت نصیب ہوئی۔

قرآن مجید کا یہ نسخہ ۱۷۸۹ء، ۱۷۹۰ء، ۱۷۹۳ء، ۱۷۹۶ء اور پھر ۱۷۹۸ء میں طبع ہوا۔ یورپ میں اس نسخہ نے ان قدیم نسخوں کی مقبولیت کو کم کردیا جنہیں ماراچی اور ہنکلمان نے شائع کیے تھے۔ مغربی مستشرقین مثلاً سیلفستر دی ساس اور کریستوف شنوریر کے یہاں اس کی خوب پذیرائی ہوئی۔ روس میں تو اس نے انیسویں صدی میں شائع ہونے والے تمام ہی نسخوں کے لیے اساس مہیا کردی۔

۱۸۰۰ء میں روس میں اسلامی کتابوں کی نشر واشاعت پر لگی ہوئی پابندیاں ختم کردی گئیں جس کے نتیجہ میں قازان کے شہر میں اسلامی کتابوں کا پہلا مطبع قائم ہوا۔ اس مطبع میں کتابوں کی طباعت کے لیے ان عربی حروف پر اعتماد کیا گیا جن کو لینن گراڈ کی "علوم کی اکاڈمی" کے مطبعہ سے حاصل کیا گیا تھا۔ مطبعہ قازان نے اپنے قیام کے ابتدائی سالوں میں ۱۲۰۰۰ ہزار قرآن مجید کے نسخے شائع کیے۔ لیکن اس کے بعد ۱۸۴۳ء سے ۱۸۵۲ء تک صرف ۲۳۶۰۰ نسخے شائع ہوسکے۔ ۱۸۵۳ء اور ۱۸۵۹ء کے درمیان قازان کے مطبع اور دوسرے مطابع سے چھپنے والے نسخوں کی کل تعداد ۸۲۳۰۰ تک پہنچتی ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان تمام ایڈیشنوں میں پیٹرس برگ کے پہلے ایڈیشن (شائع شدہ ۱۷۸۷ء) پر اعتماد کیا گیا۔ اس ایڈیشن کو نہ صرف روس کے مسلم حلقوں میں رواج حاصل ہوا بلکہ روس کے باہر بھی اسے غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔

انیسویں صدی کے اواخر میں ان ایڈیشنوں کی عالم اسلام کے مختلف حصوں ترکی، مصر اور ہندوستان میں تقلید کی جانے لگی نیز روس میں قرم (CRIMEE) کے جزیرہ نما "لقبہ صرای" میں بھی یہی نسخہ رائج رہا۔

قرآن کے عربی متن کے پہلے ایڈیشن کی اشاعت کے بعد ۱۷۹۰ء میں تیسرا روسی ترجمہ سامنے آیا۔ یہ ترجمہ بھی دی ریسر کے قدیم فرانسیسی ترجمہ ہی سے کیا گیا تھا۔ اس ترجمہ کو روسی ادیب میخائل فیریوفیکین (۱۷۳۲ – ۱۷۹۵) نے انجام دیا۔ فیریوفیکن ان دنوں قازان کے ابتدائی

اور ثانوی مدارس کا ڈائرکٹر تھا۔ اس کی انتھک کوششوں کے نتیجے میں ان مدارس میں مشرقی زبانوں کی تعلیم کو شامل کیا گیا۔

دو سالوں کے بعد پیٹرس برگ میں قرآن مجید کا چوتھا ترجمہ (تیسرا مطبوعہ ترجمہ) ہوا۔ ماہر مترجم کسی کو لماکوف (وفات ۱۸۰۴ء) نے عیسائی مبلغ جارج سیل (GEORGE SALE) کے انگریزی ترجمہ سے روسی زبان میں ترجمہ کیا۔ یہ انگریزی ترجمہ فرانسیسی ترجمہ سے زیادہ مکمل اور وقیع تھا۔

ان دونوں ترجموں میں فیریوفکین کے ترجمہ کو روسی ادب کی تاریخ میں خصوصی اہمیت حاصل ہوئی، وہ ایک صاحب طرز ادیب اور باکمال مصنف تھا اور یہی وجہ ہے کہ اس کا ترجمہ بڑی نمایاں ادبی خوبیوں کا حامل تھا۔ ترجمہ کی اس خصوصیت کی وجہ سے بہت سے روسی ادیب قرآن کے مطالعہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس سلسلہ میں خاص طور سے عظیم روسی شاعر الگزنڈر پشکن کا ذکر ضروری ہے جو قرآن کی اعلی فصاحت و بلاغت سے غیر معمولی طور پر متاثر ہوا۔ اس نے واضح طور پر یہ اعتراف کیا کہ قرآن پہلی دینی و مذہبی کتاب ہے جس نے اس کے جذبات و احساسات اور خیالات میں ارتعاش پیدا کر دیا۔ اس وقت پشکن جنوبی روس میں جلاوطن تھا اور رومانوی رجحانات سے متاثر تھا قومی زندگی کے گہرے مطالعہ اور قریبی مشاہدہ نیز حکمراں طبقہ کی طرف سے ایذا رسانیوں کے نتیجہ میں اس کے اندر سنجیدہ ادبی مزاج کی نشوونما ہوئی اور وہ انسانیت نواز ادبیات کی طرف متوجہ ہوا جس میں روحانی کرب سے نجات حاصل کرنے کے امکانات صاف طور سے نظر آتے تھے۔ زندگی کے اس مرحلہ میں قرآن مجید ان بنیادی مصادر میں سے ایک تھا جس کا اس نے اپنی زندگی کے اس بحرانی دور میں بڑے غور و فکر کے ساتھ مطالعہ کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ رومانویت کے سحر سے آزاد ہو کر حقیقت پسندانہ مکتب فکر سے وابستہ ہو گیا۔ فیریوفکین کے روسی ترجمے سے متاثر ہو کر پشکن نے "من وحی القرآن" کے عنوان سے اپنا مشہور قصیدہ کہا جس میں اس نے ۳۲ آیتوں کو نظم کیا۔ ان میں زیادہ تر قسم کی آیتیں ہیں۔ روسی شاعر نے قرآن کے ادبی اور فلسفیانہ مضامین کو فنی شعری زبان میں منتقل کرنے کی ایک وقیع کوشش کی۔ چنانچہ روسی ادب میں پہلی مرتبہ اسی قصیدہ نے قرآن کے صحیح فہم کے لیے راستہ ہموار کیا، اور روس کے خواندہ طبقے کے ایک وسیع حلقہ میں قرآن کا مطالعہ اور اس کی اشاعت

میں بڑی حد تک معاون ثابت ہوا۔

قدیم ترجمے قرآنی مطالعات میں اس بڑھتی ہوئی دلچسپی کی تسکین کا سامان فراہم کرنے سے قاصر تھے اور دھیرے دھیرے انکی حیثیت کتابیات کے قیمتی اور نادر اثاثے کی سی بنتی جارہی تھی۔ اسی وجہ سے ۱۸۶۴ء میں، ماسکو میں، ایفان نیکولائف کے قلم سے قرآن کا ایک نیا ترجمہ منظر عام پر آیا۔ یہ ترجمہ اس وقت کے مشہور فرانسیسی ترجمہ پر مبنی تھا جس کو پولش نسل کے مشہور مستشرق اور سفارت کار کازیمیرسکی (B. KASIMIRSKI) نے ۱۸۴۰ء میں پیرس سے شائع کیا تھا۔ انیسویں صدی میں نیکولائف کے ترجمہ کو روس میں وہی غیر معمولی شہرت نصیب ہوئی، جو فرانس میں کازیمیرسکی کے اصل فرانسیسی ترجمہ کو حاصل تھی۔ چنانچہ نصف صدی سے کم ہی عرصہ میں اس روسی ترجمہ کے پانچ ایڈیشن شائع ہوئے۔ (۱۸۶۴ء، ۱۸۶۵، ۱۸۷۶، ۱۸۸۰، ۱۹۰۱ء) یہ آخری ترجمہ تھا جس کو کسی غیر عربی داں مترجم نے کیا تھا۔

ان ترجموں نے اپنی کمیوں اور خامیوں کے باوجود اس میدان میں ایک مثبت رول ادا کیا اور روسی قارئین کو قریب سے قرآن مجید سے متعارف ہونے کا موقع فراہم کیا۔ اس تعارف نے اسلام، قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سے متعلق غلط تصورات اور بدگمانیوں کو زائل کرنے میں بڑی مدد دی، جو قدیم یونانی تاریخ اور مسیحی مناظرانہ تحریروں کے ذریعہ روس میں در آئی تھیں۔

انیسویں صدی کی ساتویں دہائی میں قرآن کے دو ترجمے ایک ساتھ منظر عام پر آئے جو براہ راست عربی متن سے کیے گئے تھے، البتہ دونوں ترجمے اپنی خصوصیات میں مختلف تھے بلکہ ان میں سے ہر ایک اپنی مستقل حیثیت کا حامل تھا۔ ۱۸۷۱ء میں جنرل دمتری بوغلاوفسکی (۱۸۲۶ء - ۱۸۹۳ء) (D. BOGUSLAVSKI) نے روسی زبان میں قرآن کا نیا ترجمہ براہ راست عربی سے مکمل کیا لیکن اس کو شائع نہ کرسکا۔ مشہور یہ ہے کہ بوغلاوفسکی نے پیٹرس برگ یونیورسٹی کے اورینٹل کالج میں اپنی تعلیم کے دوران ہی عربی زبان وادب میں عالمانہ شان پیدا کرلی تھی۔ اس نے استانبول میں بھی کئی سال فوجی اتاشی کی حیثیت سے گزارے تھے۔ استشراق میں اس کو بے حد دلچسپی تھی اور مشرقی علوم کے مختلف پہلوؤں کا اس نے گہرائی سے مطالعہ کیا

تھا۔ مختلف اسلامی اور عرب شخصیات سے اس کے گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔ ان میں سے ایک اہم شخصیت شامی ادیب رزق اللہ حسون (۱۸۲۵ء۔ ۱۸۸۰ء) کی ہے۔ بوغلافسکی نے قیام ترکی کے دوران اپنے آپ کو ترجمۂ قرآن کے لیے یکسو کر لیا تھا۔ اس کا ترجمہ دقتِ نظر اور بلند ادبی ذوق کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے، چنانچہ اس کے ترجمہ کو اس دور کے مودبا، وناقدین کے یہاں حسن قبول کا مرتبہ حاصل ہوا۔ مثال کے طور پر فکتور رودزین اور اغناطیوس کراتشکوفسکی نے اسے بڑی اہمیت دی لیکن جب بوغلافسکی روس پہنچا تو معلوم ہوا کہ اسی سال (۱۸۷۸ء) قازان سے قرآن کا ایک نیا روسی ترجمہ شائع ہوا ہے جسے گوردی سابلوکوف (GORDIY SEMYONOVICH SU-BLUKOV) (۱۸۰۴ء۔ ۱۸۸۰ء) نے براہ راست عربی متن سے کیا ہے چنانچہ اس نے اپنے ترجمہ کو شائع کرنے کا ارادہ ترک کر دیا حالانکہ اس کی تیاری میں اس نے اپنے کئی قیمتی سال صرف کیے تھے۔

اس طرح سابلوکوف کو قرآن کا پہلا روسی ترجمہ شائع کرنے کا شرف حاصل ہوا جو براہ راست عربی متن سے کیا گیا تھا۔ سابلوکوف کو مشرقی علوم سے بے پناہ دلچسپی تھی جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس نے متعدد مشرقی زبانیں بغیر کسی معلم کے سیکھیں اور روسی استشراق کی تاریخ میں اس نے ایک بلند مقام حاصل کیا۔ اس کی تصنیفات اور مختلف لسانیاتی اور تاریخی مقالات میں "ترجمۂ قرآن" کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اس لیے کہ سابلوکوف نے اپنی پوری زندگی قرآن کے ترجمہ پر صرف کر دی۔ وہ ۷۴ سال کی عمر میں ترجمہ سے فارغ ہوا۔ روس میں عربی زبان اور عرب لٹریچر سے دلچسپی رکھنے والوں کی جانب سے اس کے اس ترجمہ کا زبردست خیر مقدم کیا گیا۔ اس کے دو ایڈیشن شائع ہوئے۔ پہلا ایڈیشن ۱۸۹۴ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا اور اس کا آخری ایڈیشن قرآن کے عربی متن کے ساتھ شائع ہوا۔ اس ترجمہ کے بارے میں اس نے خود لکھا ہے کہ وہ اس وقت روس کی علمی ضروریات اور سماج کے مطالبات کو پورا کرتا تھا۔

۱۹۰۵ء میں پیٹرس برگ سے مشہور مصحف عثمانی کا عکس شائع ہوا جو آٹھویں صدی عیسوی کے آغاز میں لکھا گیا تھا۔ تاریخی اہمیت کے پیشِ نظر اسے بڑے اہتمام سے شائع کیا گیا۔ انیسویں صدی کے اواخر میں روسی زبان میں اسلام بالخصوص قرآن کریم سے متعلق اہم کام انجام پانے شروع ہوئے جن کا سلسلہ بیسویں صدی میں دراز ہوتا چلا گیا۔ ایک طرف تو

روسی مستعربین کی تحقیقات وتصانیف کی شکل میں سامنے آئیں، دوسری جانب مغربی مستشرقین کی اہم تحقیقات کے ترجمے بڑی تعداد میں ہوئے۔ روسی مستعربین کی فہرست میں چند نام خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ فکتور روزین (۱۸۴۹ـ ۱۹۰۸ء)، فیتالی غیرغاس (۱۸۳۵ـ ۱۸۸۷) فاسیلی بارتولد (۱۸۶۹ـ ۱۹۳۰)، اغناطیوس کراتشکوفسکی (۱۸۸۳ـ ۱۹۵۱) کسندر شمیت (۱۸۷۱ـ ۱۹۳۹ء) آغا فانغل کریمسکی (۱۸۷۱ـ ۱۹۴۱ء)۔

اس دور میں قرآن اور نبی صلی اللہ کی سیرت پر خصوصاً اور اسلام پر عموماً تحقیقی اور تعارفی مقالات اور کتابیں، بڑی تعداد میں شائع ہوئیں، جب کہ روس میں نشر واشاعت اور اسلامی صحافت کا حلقہ مذکورہ سالوں ہی میں وسیع ہو چکا تھا۔ عربی چھاپہ خانے روس کے مختلف شہروں بالخصوص پٹرس برگ، قازان، ایربنورغ، باکو، تفلیس، تیمیر خاں شورا اور طاشقند میں قائم ہوئے۔ انھیں دنوں آذربائیجان اور تاتاری زبانوں میں قرآن کے ترجمہ کی کوششیں شروع ہوئیں تاکہ ان روسی مسلمانوں کی اس اہم دینی ضرورت کو پورا کیا جاسکے جو عربی زبان پر پوری طرح قدرت نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۱۱ء میں مشہور ادیب موسی بیغییف نے تاتاری زبان میں قرآن کریم کا پہلا ترجمہ مکمل کیا لیکن اسلامی دینی شخصیات کی جانب سے اس احتجاج کی بنا پر کہ مسلمانوں کے لیے مترجم قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے، وہ اس کو مکمل شائع نہ کرسکا۔ اس کے باوجود ۱۹۱۴ء میں محمد کامل تحفۃ الدین نے قازان سے تاتاری زبان میں قرآن کا مکمل ترجمہ مع متن شائع کیا۔ جہاں تک قرآن مجید کے عربی متن کی اشاعتوں کی تعداد کا سوال ہے جنھیں مذکورہ مطابع نے شائع کیا ہے تو ان کا استقصار ناممکن ہے۔

سوویت عہد میں قرآن پر جو کام ہوا ہے اس میں بارٹلڈ کی کتابوں کی خاص اہمیت ہے مثلاً "الاسلام"، "مسیلمہ"، "القرآن والبحر"، "حول مسألۃ الرسالۃ المحمدیۃ اور محمدؐ"۔ اسی طرح کینیا کاشتالیفا (۱۸۹۷ـ ۱۹۳۹) کی قرآنی اصطلاحات اور قرآنی اسلوب پر کئی قیمتی کتابیں ہیں نیز پروفیسر اسحاق فینیکوف کے قلم سے رسول اللہؐ کی رسالت پر مقالات اور بعض قرآنی آیات کی تفسیر بھی اہمیت کی حامل ہیں۔

۱۹۶۳ء میں، ماسکو میں، غیرروسی زبانوں کے نشریاتی ادارے سے قرآن مجید کا ایک

روسی ترجمہ شائع ہوا جسے مستشرق اغناطیوس کراتشکوفسکی (۱۸۸۳-۱۹۵۱)(I. J. KRATCHOV-
(SKY) نے عربی سے کیا تھا۔ کراتشکوفسکی کو بیسویں صدی کے علمی افق پر جس چیز نے نمایاں کیا اس کا یہ خیال تھا کہ سابلوکوف کے ترجمہ کا متبادل ایک ایسے جدید اور مکمل ترجمہ کی صورت میں پیش کیا جائے جو علم کے موجودہ تقاضوں کو پورا کر سکے۔ چنانچہ اس کا آغاز اس نے اس طرح کیا کہ ۱۹۱۱ء میں ان طباعتی اور غیر طباعتی غلطیوں کی تصحیحات پر مشتمل ایک مقالہ شائع کیا جو جرمن مستشرق گوستاف فلوغیل کے عربی ایڈیشن میں پائی جاتی تھیں جسے اس نے ۱۸۴۲ء میں شہر لائبزغ سے شائع کیا تھا۔ اسی طرح کراتشکوفسکی نے ۱۹۱۵ء میں پیٹرس برگ یونیورسٹی کے مشرقی زبانوں سے متعلق شعبہ میں قرآن پر ایک لیکچر دیا۔

کراتشکوفسکی نے ۱۹۱۷ء میں "المتحف الآسیوی" (ایشیائی میوزیم) میں محفوظ قرآن حکیم کے مخطوطات پر مشتمل ایک نمائش کا اہتمام کیا۔ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۵ء تک کے سالوں میں قرآن کے ان ترجموں کی تاریخ پر بہت سے مقالات لکھے، جو لتھوانیا کے تاتاری حلقوں میں، بیلوروسی زبان میں، پندرھویں صدی سے سترھویں صدی تک کیے گئے تھے۔ ۱۹۳۰ء میں اس نے قرآن میں لفظ "نجم" کے معنی پر ایک مقالہ سپرد قلم کیا اور ۱۹۳۲ء اور ۱۹۴۰ء کے درمیان اس نے بوسنیکوف اور بوغلافسکی کے ترجموں پر بعض مقالات تحریر کیے۔

کراتشکوفسکی نے ۱۹۱۹ء میں قرآن مجید کا نیا ترجمہ کرنے اور اسے "مکتبۃ الآداب العالمیۃ" سے شائع کرنے کے عزم کا اظہار کیا، جو مشہور مصنف مکسیم گورکی کی نگرانی میں کام کر رہا تھا۔ چنانچہ اس نے ۱۹۲۱ء میں عربی سے قرآن مجید کا ترجمہ کیا اور ساتھ ساتھ قرآنیات پر لیکچرز کا سلسلہ بھی قائم رکھا، جس کو اس نے اپنی زندگی کے آخری ایام تک جاری رکھا۔

کراتشکوفسکی نے قرآن کے ترجمہ میں پورے نو سال صرف کیے وہ ۱۹۳۰ء میں مسودہ کو تیار کر کے فارغ ہوا لیکن، دراصل اس کے عظیم کام کا ابھی صرف ایک مرحلہ طے ہوا تھا۔ بعد کے سالوں میں اس نے اپنے کام کو جاری رکھا اور قرآن سے متعلق یورپی اور عربی مآخذ کا مطالعہ کرتا رہا۔ وہ مراجع جن سے اس نے اپنے روسی ترجمہ کی شروح وحواشی میں مدد لی، ان کی تعداد ۱۰۰ تک پہنچتی ہے۔ کراتشکوفسکی نے اپنے ترجمہ میں موجودہ لسانی علوم کے تمام جدید طریقوں اور

مناہج سے کام لیا ہے۔ اس نے قرآن حکیم کے مطالعہ میں ابتدائی ہجری صدیوں کے مسلمان مفسرین اور فقہاء کے اسلوب کی اتباع کی ہے اس نے قرآن مجید کی لسانی تراکیب، مفردات اور اسالیب کو سمجھنے کے لیے جاہلی شاعری کی جانب رجوع کیا، خاص طور سے اس نے ان عرب شعراء کا مطالعہ کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاصر رہے ہیں۔ اسی طرح اس نے احادیث کے ابتدائی مجموعوں سے بھی مدد لی ہے لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنے اس کام کو مکمل کر سکتے، خالق حقیقی سے جاملا۔ اس کی وفات کے بعد ۱۹۶۳ء میں اس کا قرآن کا ترجمہ شائع ہوا۔ یہ ترجمہ اپنے منہج کی خصوصیت کی وجہ سے تمام دوسرے روسی ترجموں پر فائق ہے، بلکہ اپنی گوناگوں خصوصیات کی بناپر قدیم وجدید یورپی ترجموں پر بھی اس کو فوقیت حاصل ہے۔

سوویت مستشرقین کا خیال ہے کہ سوویت یونین میں، بعد کے سالوں میں، اسلام کے تعلق سے جو تحقیقات سے سامنے آئیں انھوں نے کراتشکوفسکی کے خواب کو حقیقت کا روپ دینے کے لیے ضروری مواد فراہم کر دیا جو اس نے قرآن کا ایک مکمل ادبی اور ضروری شروح و حواشی کے مزین ترجمہ کرنے کے باب میں دیکھا تھا۔

اسی طرح کراتشکوفسکی کے ترجمہ کے مختلف ایڈیشن ترجمہ کے بعض مقامات کی تصحیح اور بعض نئے حواشی کے ساتھ شائع ہوتے رہے۔ مستشرق محمد نوری عثمانوف (ماسکو کے معہد الاستشراق میں مشرقی ادب وآثار کے شعبہ کے صدر) نے قرآن مجید کا ایک نیا ترجمہ تیار کرنے کا ارادہ کیا اور ساتھ ساتھ کراتشکوفسکی ہی کے طرز پر سینٹ پیٹرزبرگ میں لیکچر بھی دینا شروع کیا۔ یہ ایک فطری امر ہے کہ نوری عثمانوف اپنے ترجمہ میں کراتشکوفسکی کے ترجمہ سے بھرپور استفادہ کریں گے۔

حواشی

۱ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے فرانسیسی مترجم کا نام "اندری دی ریر" کے بجائے سیور دئیے (Sieur du Ryer) لکھا ہے۔ اس نے مکمل قرآن مجید کا ترجمہ (L'alcoran de Mahomed) کے نام سے شائع کیا جس کے سوا سو سال میں کم از کم اکیس ایڈیشن چھپے اور اس کی اساس پر متعدد یورپی زبانوں میں ترجمہ ہوا۔ ملاحظہ ہو ڈاکٹر صاحب کا مضمون "قرآن مجید کے فرانسیسی ترجمے" معارف دسمبر ۱۹۵۹ء

۸۴/۶، ۶۰۴–۶۸۴۔

۲ے ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے ساواری کے ترجمہ کی تاریخ اشاعت ۱۸۷۲ء لکھی ہے۔ ملاحظہ ہو مذکورہ بالا حوالہ۔

۳ے بیبرکازیمرسکی کے ترجمہ کے کم از کم اب تک پچیس ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور اب تک مقبول ہے۔ ملاحظہ ہو ڈاکٹر صاحب کا مضمون۔

۴ے ۱۹۰۷ء کے ایڈیشن کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں ترجمہ کے ساتھ عربی متن بھی دیا گیا اور ترجمہ کے نام قبل "کلام شریف" کا اضافہ کیا گیا۔ ملاحظہ ہو مسلم ورلڈ بک ریویو (قرآن نمبر) جلد ۷، شمارہ ۴، ۱۹۸۷ء، اسلامک فاؤنڈیشن لندن روڈ، لیسٹر ص ۷۶ نیز دیکھئے ششماہی علوم القرآن جلد ۳ شمارہ ۱، ۲ جنوری۔ دسمبر ۱۹۸۸ء ڈاکٹر ظفر الاسلام کا تبصرہ بر مذکورہ رسالہ ص ۱۳۸–۱۳۹

۵ے "المتحف الآسیوی" (ایشیائی میوزیم) اس وقت سوویت علوم کی اکیڈمی کے تحت قائم شعبۂ استشراق کی لینن گراڈ شاخ ہے۔

معاونین مجلہ سے

۱۔ زرتعاون (سالانہ تیس ۳۰ روپئے) منی آرڈر یا ڈرافٹ کے ذریعہ بھیجیں۔ اگر چیک کی صورت میں رقم بھیجنا چاہیں تو اس میں بینک مصارف (۹ روپئے) کا اضافہ کرکے ارسال کریں۔

۲۔ مجلہ سادہ ڈاک سے روانہ کیا جاتا ہے۔ وی۔پی یا رجسٹری کے ذریعہ منگانے کی صورت میں اخراجات خریدار کے ذمہ ہوں گے۔

۳۔ مجلہ کے سلسلے میں خط لکھتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

۴۔ ادارتی امور سے متعلق خطوط مدیر کے نام اور انتظامی امور سے متعلق سکریٹری کے نام ارسال کیے جائیں۔

۵۔ چیک اور ڈرافٹ پر صرف یہ لکھیں:

IDARA-E-ULOOM-UL-QURAN
AC.No.7886
CENTRAL BANK OF INDIA
DODHPUR-ALIGARH